مدرسہ کی نئی زندگی

مرحوم کی وفات کے بعد دین اور علم دین سے محبت کرنے والوں، حدیث اور اہل حدیث کا درد رکھنے والوں کو سب سے بڑا خطرہ مدرسہ کے متعلق پیدا ہوگیا تھا، اور سخت تشویش تھی کہ الٰہی اس شجر بارآور کا کیا ہوگا؟ جس کے پھلوں کی شیرینی سے دنیا لذت آشنا ہو چکی، اور دن بدن اس کی حلاوت کی لطف اندوزیاں بڑھتی ہی جارہی ہیں۔ لیکن اللہ کا شکر اور صد ہزار شکر اس کا احسان اور ان گنت احسان ہے کہ حاسدوں اور دشمنوں کے علی الرغم یہ تشویش بہت ہی جلد دفع ہوگئی۔ اور مرحوم کے لائق فرزند، جواں سال و جواں ہمت بیٹے، عالی ہمت باپ کے اولوالعزم صاحبزادے محترم جناب حاجی شیخ عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی کی حوصلہ مندیوں نے اس میں پھر سے ایک نئی روح پھونکدی۔ اس کی پژمردہ کلیوں اور مرجھائی ہوئی پتیوں میں پھر وہی شگفتگی و رعنائی، سرسبزی و دلفریبی پیدا ہوگئی۔ پھر وہی موسم بہار کی دلنوازیاں ہیں اور بلبلانِ چمن کی نغمہ سنجیاں ؎

رہا نہ میکدۂ علم و فن کا وہ ساقی — مگر ہے اس کا کوئی ہمنوا ابھی باقی
جگر میں جوش لئے دلمیں جذبۂ ملت — اٹھا ہے کرنے محمد کے دین کی خدمت

بہار گلشنِ علم و ادب میں آئے گی
چمن میں آج کلی پھر سے مسکرائیگی

مرحوم نے آپکی صلاحیت، ہمت اور ذاتی قابلیت کو دیکھتے ہوئے، آج سے دو سال پیشتر ہی سے مدرسہ کی تولیت اور اہتمام کا وصیت نامہ آپ کے نام لکھدیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے عالی حوصلہ باپ کی منشا کے مطابق پوری دلچسپی اور فیاضی کے ساتھ اس اہم ذمہ داری کو سنبھال لیاہے۔ مرحوم کے جاری کردہ کسی کام میں بھی کوئی فرق نہیں آنے دیا بلکہ اور ترقی و عروج کے خواہشمند ہیں۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی جو جو صورتیں ہم میاں صاحب مرحوم کے حالات میں ذکر کر چکے ہیں، ان میں سے مدرسہ کے متعلق جتنی چیزیں ہیں وہ تو بحمداللہ جوں کی توں، بلکہ زیادتی پر ہیں۔ اس کے علاوہ جو دوسری صورتیں ہیں ان میں بھی اکثر چیزیں اللہ کے فضل سے ابتک ویسے ہی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے، دن بدن دینی کاموں میں دلچسپی بڑھاتا رہے۔ اور ہر قسم کی پریشانیوں سے امن میں رکھکر اس کوثرِ علم کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

ششماہی امتحان عالی قدر محترم جناب حاجی شیخ عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ نے مدرسہ کے اہتمام و انتظام کی باگ ڈور اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامتے ہی، اپنی توجہ میاں صاحب مرحوم کے طرز عمل اور ان کے جاری کردہ کاموں کی طرف مبذول فرمائی۔ چنانچہ مرحوم کی وفات کے چند ہی دنوں کے بعد آپ کو خیال آیا کہ ششماہی امتحان کا زمانہ آگیا ہے، لہٰذا حسب دستور اس سال بھی امتحان ہونا چاہیے۔ گو طلبہ میاں صاحب مرحوم کی جدائی کے صدمے سے نڈھال ہو رہے تھے، لیکن ہمارے اس جواں ہمت سرپرست کی حوصلہ افزا باتوں نے ان پردیسیوں کی غمگساری کی اور ان کی ہمت بندھائی۔

۶ ربیع الآخر ۵۷ھ سے ۱۲ تک امتحان کی تیاری کیلئے مدرسہ میں تعطیل رہی۔ اور ۱۳ سے باقاعدہ تحریری امتحان شروع ہوا تین روز امتحان ہوتا رہا۔ اور پھر ۱۶ اور ۱۷ کو طلبہ نے آرام کیا۔ اور ۱۸ کو عالیجناب مہتمم صاحب نے خود ہی سب کو نتیجہ سنا دیا جیسی پریشانی اور ذہنی ودماغی انتشار کی حالت میں یہ امتحان ہوا تھا۔ اس کے لحاظ سے اللہ کا شکر ہے کہ نتیجہ بہت اچھا رہا۔ عالی حوصلہ مہتمم صاحب کے عہد میں یہ پہلا امتحان ہوا تھا، اسلئے آپ نے جماعت میں اول آنیوالوں کو اتنی فیاضی سے انعام دیا کہ جو "رحمانیہ" کی تاریخ میں بالکل نئی چیز تھی یعنی آج تک ششماہی امتحان میں اول نمبر پر کامیاب ہونے والوں کو اس مقدار میں کبھی انعام نہیں ملا۔ آپ نے ایک حوصلہ افزا جدت یہ بھی کی کہ ایک مرتبہ آٹھویں جماعت میں اول آنے والوں کو اور جماعتوں کے اعتبار سے انعام میں ممتاز رکھا۔ چنانچہ سب کو پانچ پانچ روپے دیئے اور اس کو دس مرحمت فرمائے۔ اس طرح پورے پچاس روپے اس ششماہی امتحان کے موقع پر انعامات میں تقسیم ہوگئے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ویوفقہ لما یحبہ ویرضاہ۔

سالانہ تفریح میاں صاحب مرحوم کے حالات میں میں ذکر کرچکا ہوں کہ آپ طلبہ کو تفریحیں بھی کرایا کرتے تھے۔ اور ایک سالانہ تفریح برسات کے زمانے میں دہلی کے مشہور تاریخی مقام "قطب" میں ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی یہ تقریب اپنی پوری شان سے ادا ہوئی۔ ۲۹ ربیع الآخر ۵۷ھ مطابق ۲۹ جون ۳۸ء کو بدھ کے دن شام کے وقت چار لاریاں اکٹھا آئیں، اور سب مدرسین وطلبہ اُن میں بیٹھکر نہایت آرام سے قطب پہنچے۔ ہم ابھی "بھول بھلیاں" میں جاکر ٹھیرے ہی تھے کہ خود بھی مہتمم صاحب بذریعہ کار تھوڑی ہی دیر کے بعد تشریف لائے۔ مسکراتے ہوئے اترے اور طلبہ کے مجمع میں آکر کھڑے ہوگئے۔ پھر وہیں ایک طرف فرش بچھوا کر سب کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ سورج ڈوبنے کو ہوا تو گھر واپس چلے آئے۔ اور رات کے کھانے کیلئے دہلی کے مشہور باورچیوں کو بھیجکر بہترین انتظام کرگئے۔ آپ کے جانے کے بعد مغرب کی نماز پڑھکر دسترخوان بچھ گیا، پہلے طلبہ نے کھانا کھایا پھر اساتذہ اور دوسرے شرکاء بزم نے۔ دوسرے روز علی الصباح وہاں کے مختلف مناظر کی سیر وتفریح کیلئے طلبہ ومدرسین ادھر اُدھر پھیل گئے۔ دس بجے تک پھر اکر سب اپنی منزل پر واپس آگئے۔ دوسرے روز بھی مہتمم صاحب سویرے ہی پہنچے اسوقت اپنے ساتھ آموں کی بہت سی ٹوکریاں لائے تھے، جس میں بہترین قسم کے آم تھے۔ کھانا کھانے کے بعد لوگوں نے خوب سیر ہوکر آم بھی کھائے۔ اب کی دفعہ اس تفریح میں مہتمم صاحب نے ایک نیا اکرام یہ کیا کہ تمام لڑکوں کو آٹھ آٹھ آنے پیسے نقد دیئے کہ جس کا جو دل چاہے آزادی کے ساتھ کھائے پیئے۔ پیسوں کی تنگی کی وجہ سے کوئی کسی قسم کی حسرت لیکر نہ جائے۔ یکم جمادی الاولیٰ ۵۷ھ مطابق ۳۰ جون ۳۸ء کو شام کے وقت پھر لاریوں میں بیٹھکر ہمایوں، پرانا قلعہ، نظام الدین وغیرہ کی سیر کرتے ہوئے مدرسہ واپس آگئے۔ الغرض اس سال بھی بحمداللہ کھانے پینے کے ہر قسم کے سامان کی فراوانی تھی، وہی پراٹھے۔ قیمہ، قورما اور فیرنی وغیرہ بافراط موجود تھے۔ موجودہ مہتمم صاحب مدظلہ نے پوری دریا دلی کے ساتھ ہماری دلنوازیاں کیں اگر کمی تھی تو صرف اُس قدیم محسن اور دیرینہ مشفق کی جسکی تلاش میں نگاہیں بار بار ادھر اُدھر اُٹھتیں اور پھر مایوس ہوکر واپس آجاتیں ؎

ساقی دیرینہ کو آنکھیں ترستی ہیں مگر ~ اُف کہیں محفل میں اپنی وہ نہیں آتا نظر